

المدخل فی اصول الحدیث للحاکم النیسابوری

(۴)

صحیح مختلف فیہ کے اقسام

از مولانا محمد عبدالرشید صاحب نعمانی رفیق ندوة المصنفین

پہلی قسم | فرماتے ہیں۔

”جن احادیث کی صحت میں اختلاف ہے ان کی پہلی قسم احادیث مرسل ہیں یعنی وہ احادیث جن میں امام تابعی یا تبع تابعی خود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اور ساتھ ساتھ علی المرتضیٰ وسلم تک اس کے سماع میں جو ایک یا دو واسطے ہیں ان کو ذکر نہ کرے۔

ایسی احادیث ائمہ اہل کوفہ کی ایک جماعت جیسے ابراہیم بن زید نخعی، حماد بن ابی سلیمان، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی، محمد بن حسن، اور بعد کے ائمہ کے نزدیک صحیح ہیں جن سے یہ جماعت احتجاج کرتی ہے بلکہ بعض ائمہ نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ وہ متصل سند سے بھی صحیح ہے کیونکہ جب تابعی نے جس سے حدیث سنی تھی اسی سے روایت کر دی تو

لہ حاکم کی مراد مشہور حافظ الحدیث امام عیسیٰ بن ابان سے ہے جو فقہاء خفیہ میں متاثر حیثیت کے مالک ہیں اور امام محمدؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔ بعد کے فقہاء میں امام فخر الاسلام بزودی بھی اس بارے میں ان ہی کے ہمنیال ہیں چنانچہ اپنی مشہور کتاب اصول الفقہ میں رقمطراز ہیں۔

واما ارسال القرآن الثانی والثالث فہو حجة عندنا وھو ”تابعی یا تبع تابعی کا ارسال ہمارے نزدیک حجت ہے اور وہ فوق اللہ لکن لک ذکرہ عیسیٰ بن ابان۔ (ص ۳ ج ۳) سند پر فوقیت رکھتا ہے عیسیٰ بن ابان کی یہ تصریح ہے۔

روایت کو اسی راوی پر ڈالیا لیکن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت کہیگا جبکہ اسکی صحت کے معلوم کرنے کی پوری طرح کوشش کر لی ہو۔

فقہاء جہان میں سے محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک مراسیل احادیث واسیہ میں داخل ہیں، جو احتجاج کے قابل نہیں۔ سعید بن المسیب، محمد بن مسلم زہری، مالک بن انس، صحیح، عبد الرحمن اوراعی محمد بن ادريس شافعی، احمد بن حنبل اور بعد کے فقہاء دینہ کا یہی قول ہے۔

مرسل کے بارے میں | حاکم نے مرسل سے عدم احتجاج کے بارے میں جن بزرگوں کا نام لیا ہے ان میں بجز مذاہب ائمہ کی تحقیق | امام شافعیؒ کے باقی سب ائمہ مرسل کو قابل استناد و احتجاج سمجھتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ ان میں سے کسی ایک نے کسی خاص مرسل کی تضعیف کی ہو اور اس کو ناقابل اعتبار بتایا ہو جس سے حاکم نے یہ خیال کر لیا کہ وہ سرے سے حدیث مرسل کو حجت نہیں ملتے۔ ورنہ ان بزرگوں سے حدیث مرسل کے ناقابل احتجاج ہونے کے متعلق کوئی تصریح موجود نہیں بلکہ یہ سب حضرات خود احادیث مراسیل روایت کرتے تھے اور ان کو صحیح قرار دیتے تھے۔ امام مالکؒ کے متعلق سابق میں حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی کے بیان میں تصریح گزر چکی ہے کہ موطا میں انھوں نے کثرت سے مرسل حدیثیں بیان کی ہیں اور وہ مراسیل کو صحیح اور قابل عمل سمجھتے تھے۔ ہاں البتہ امام احمدؒ سے اس بارے میں دو قول مروی ہیں لیکن مشہور قول یہی ہے کہ احادیث مراسیل ان کے نزدیک بھی صحیح ہیں۔ قبول مراسیل کے بارے میں کچھ ان ائمہ ہی کی تخصیص نہیں بلکہ سارے صحابہ و تابعین ان کو بالاتفاق حجت مانتے تھے۔ امام ابو داؤد سجستانی، امام ابن جریر طبری نے مرسل کی قبولیت پر علماء سلف کا اجماع نقل کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ امام شافعیؒ سے پہلے کسی شخص نے بھی ان کے ماننے سے انکار نہیں کیا۔

چنانچہ امام ابو داؤد اپنے مشہور سالہ الی اہل مکہ میں رقمطراز ہیں۔

واما المراسیل فقد کان یحکم بها العلماء مراسیل سے سارے لگے علماء احتجاج کرتے تھے

فیمامضی مثل سفیان الثوری و مالک جیسے سفیان ثوری، مالک، اور اوزاعی، یہاں تک
والا و زاعی حتی جاء الشافعی فتکلم فیہ و کشفافعی آئے اور انھوں نے اس میں کلام کیا اور
تابع علی ذلک احمد بن حنبل وغیرہ احمد بن حنبل وغیرہ نے اس بارے میں انکی اتباع کی۔
اور امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں۔

ان التابعین باسہم اجمعوا علی قبول تمام تابعین کا مراسیل کے قبول کرنے پر اجماع ہے
المراسیل ولم یأت عھم انکارہ ولا نہ ان میں سے کسی سے اور نہ دوسو برس تک ان
عن واحد من الائمة بعد ھم الی کے بعد کسی امام سے مراسیل کا انکار مروی ہے
راس المائتین الذین ھم من القرن یہ دونوں صدیاں اس مبارک عہد میں داخل ہیں
الفاضلة المشہود لھا من الشارع جس کی برکت کی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم بالخیرۃ ۱۵ نے شہادت دی ہے۔
حافظ ابن عبد البر نے تصریح کی ہے۔

کان ابن جریر یعنی ان الشافعی اول غالباً ابن جریر کی مراد شافعی ہے کہ سب سے پہلے
من ابی قبول المراسیل ۱۵ انھوں نے مراسیل کے ماننے سے انکار کیا۔
امام شافعی کی رائے [یوں تو امام شافعی بھی قطعی طور پر مرسل کو ناقابل احتجاج قرار نہ دے سکے تاہم انھوں
نے اس کو صحیح تسلیم کرنے کیلئے حسب ذیل شرائط کا اضافہ کیا۔

(۱) وہ یا اس کے ہم معنی دوسری روایت مسنداً موجود ہو۔

(۲) یا دوسرے تابعی کی مرسل اس کے موافق مروی ہو۔

۱۵ توضیح الافکار قلمی ۱۹۵۔ ۱۶ تنقیح الانظار قلمی ۱۷۲۔ ۱۷ شرح شرح الخبہ بوجہ العلوی ۱۷۲۔ ۱۸ ایضاً
علی القاری ۱۷۲۔ ۱۹ تنقیح و تدریب الی راس المائتین تک منقول ہے الذین ہم من القرون ہم اخیر کی دونوں کتابوں سے سنجیدہ
۲۰ تنقیح الانظار قلمی ۱۷۲۔ ۲۱ تدریب الراوی ۱۷۲ میں بھی ہاسی کے قریب قریب منقول ہے۔

(۳) یا صحابہ کا فتویٰ اس کے مطابق پایا جائے۔

(۴) یا عام علماء اسی مضمون پر فتویٰ دیں۔

پھر اگر راوی سنبیان کرے تو کسی محمول یا ضعیف کا نام نہ لے اور جب رواۃ حفاظ کے ساتھ شریک روایت ہو تو ان کی مخالفت نہ کرتا ہو۔

اگر ان شرطوں سے روایت خالی ہے تو وہ صحیح نہیں پھر ان کی صحت کے مدارج بھی انکی ترتیب پر ہیں۔ یعنی جس میں پہلی شرط پائی جائے وہ زیادہ قوی بھی علی الترتیب بعد کی تینوں قسم کی مراسل۔ ۱۰
امام احمدؒ کا حافظ ابوالفرج بن ابی جوزی نے اپنی مشہور کتاب تحقیق میں امام احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ
مرسل حجت ہے اور محدث خطیب بغدادی نے جامع میں امام موصوف کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ربما كان المرسل اقوى من المسند کبھی کبھی مرسل مندرجے بھی زیادہ قوی ہوتی ہے۔

فضل بن زیاد کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے ابراہیم نخعی کے مراسل کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ لا باس بھا (ان میں کوئی خرابی نہیں) سعید بن المسیب کی مراسل کو امام موصوف نے اصح المراسل فرمایا ہے۔ ۱۱
۱۰ مراسل کو صحیح ماننے کے متعلق امام موصوف کا مذہب اس درجہ مشہور ہے کہ نواب صدیق حسن خاں تک اس کی شہرت سے انکار نہ کر سکے فرماتے ہیں۔

”والضعیفه وطلائفه کہ احمد در قول مشہور از ایشان است گفته کہ صحیح است“ منہج الوصول ۷۰

یہ خیال رہے کہ اس بارے میں ابن ابی جوزی کے بیان کی جواہریت ہو سکتی ہے وہ دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ خود ضعیلی ہیں۔ و صاحب البیت ادری بما فیہا (اور گھر کا حال کچھ گھر والا ہی زیادہ جانتا ہے۔

۱۱ اصول الفقہ المحمڈی ۲۸۵ طبع مصر۔ ۱۲ ان دونوں حوالوں کیلئے دیکھو شرح نقایہ للملائی القاری ۱ و ص ۱۔

۱۳ الکفای طبع دائرة المعارف ۲۸۶ ۱۴ ایضا ۱۵

اہل مدینہ کا عمل | حاکم کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ ”فقہ اہل مدینہ مرسل کو حجت نہیں گروانتے“ حافظ خطیب بغدادی الکفایہ فی علم الروایہ میں لکھتے ہیں۔

قد اختلف العلماء فی وجوب العمل بما مرسل کے واجب العمل ہونے میں علماء رباعہ مختلف
ہذا حالہ فقال بعضهم انه مقبول ووجب ہیں بعض کا قول ہے کہ وہ مقبول ہے اور اس پر
العمل بما كان المرسل ثقة عدلا عمل واجب ہے جبکہ ارسال کنندہ ثقہ اور عدل ہو
وهذا قول مالك واهل المدينة ویرای قول ہے مالک اور اہل مدینہ کا اور ابو حنیفہ
ابی حنیفہ واهل العراق اور اہل عراق کا۔

سلف کے زمانہ میں علم کے دو ہی بڑے مرکز تھے مدینہ اور عراق، سعید بن مسیب اور زہری دونوں
اہل مدینہ میں شمار کئے جاتے ہیں خطیب کی تصریح کے مطابق سارے اہل مدینہ اور اہل عراق حدیث مرسل
کو مقبول سمجھتے اور اس پر عمل واجب جانتے تھے۔

مرسل کے ناقابل احتجاج | حاکم نے مرسل سے عدم احتجاج پر یہ آیت پیش کی ہے فلو لا نفر من کل فرقة
ہونے کے دلائل طائفة لیتفقوا فی الدین الآیہ اور استدلال میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔

فقرن الله تعالى الرواية بالسامع من الله تعالیٰ نے روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سننے سے ملا دیا۔

حاکم کے دعوے اور دلیل میں مطابقت تو دور کی بھی نہیں اور پھر استدلال میں جو الفاظ تحریر کئے ہیں
ان سے بھی استدلال تشنہ اور غیر واضح ہی رہتا ہے۔ غالباً انشاء ہے کہ چونکہ آیت مذکورہ میں یہ حکم ہے کہ ہر قوم
کے کچھ لوگ سفر کر کے دین میں تفقہ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو خبر دیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء سے روایت
نہیں کرنا چاہئے اور چونکہ مرسل میں علم مذکور نہیں ہوتا اسلئے وہ حجت نہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ امام تابعی یا تابعی تابعی

جب کوئی حدیث روایت کرتا ہے تو اس کے سماع متصل کو معلوم کر کے ہی تو روایت کرتا ہے نہ کہ کسی شیخ سے اور اس کے سلسلہ سند کو معلوم کے بغیر بلا تحقیق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیتا ہے اگر ایسا ہے تو وہ امام تو کجا سراسر وضلع و کذاب ہے۔ حالانکہ مرسل کی تعریف میں خود نے تصریح کی ہے کہ امام تابعی یا تبع تابعی کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں نہ کہ کسی غیر ثقہ شخص کے قول کو۔

پھر تین حدیثیں دلیل میں بیان کی ہیں۔

(۱) نضر اللہ امرأ سمع مقالتي
اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے
فوعاها حتى يودبها الى من
میرے قول کو سنا اور یاد رکھا یہاں تک کہ اس کے
یسمعها۔
سننے والے تک پہنچا دیا۔

(۲) تسمعون ويسمع منكم ويسمع من
تم سننے ہو اور تم سے سنا جائیگا اور ان لوگوں سے سنا
الذين يسمعون من الذين يسمعون
جائیگا جو سنیں گے ان لوگوں سے جو تم سے سنیں گے پھر اس
منكم ثم ياتي بعد ذلك قوم سمان
کے بعد ایسی قوم آئیگی جو موٹی ہوگی اور موٹاپے
يجبون اسمن ويشهدون قبل
کو پسند کریں گی وہ لوگ سوال کرنے سے پہلے شہادت
ان يستلوا۔
دینے لگیں گے۔

(۳) حدوا عنی كما سمعتم۔
تم نے جس طرح مجھ سے سنا وہی اسی طرح بیان کرو۔

حاکم نے ان حدیثوں سے وجہ استدلال بیان نہیں کی اور ہماری رلے ناقص ہیں بھی ان روایات مرسل کے صحیح نہ ماننے کا تعلق سمجھ میں نہیں آسکا۔ پہلی اور تیسری حدیث میں الفاظ روایت میں احتیاط بلیغ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ دوسری حدیث خبر ہے نہ کہ حکم۔ چنانچہ ارشاد نبوی کے مطابق ظہور میں آیا اور احادیث کا دفتر مدون ہو کر تیار ہو گیا۔ مرسل صحیح بھی اسی طرح سماع متصل ہی سے تابعی تک اور تابعی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ سماع کے ذکر کرنے کا ان میں سے کسی روایت میں حکم نہیں کہ اگر سماع روایت

میں مذکورہ ہوتو روایت ناقابل قبول ٹھیرے۔ غرض بغیر وجہ استدلال بتائے ہوئے ان احادیث کو روایت کر کے یہ کہہ دینا کہ ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرسل احادیث وہی ہیں صحیح نہیں۔

پھر حاکم نے ابواسحاق طالقانی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ

”میں نے ابن مبارک سے پوچھا کہ روایت من صلی علی ابویہ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں دریافت کیا

اس کا راوی کون ہے۔ میں نے کہا شہاب بن خراش فرمایا ثقہ ہیں۔ میں نے کہا وہ حجاج بن دینار

سے روایت کرتے ہیں، کہنے لگے وہ بھی ثقہ، وہ کس سے بیان کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے، فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان تو اتنا بڑا جھگڑ ہے کہ

اس میں اونٹنیوں کی گردنیں قطع ہو کر رہ جائیں۔“

اول تو ابن مبارک کا یہ بیان مرسل سے متعلق نہیں بلکہ منقطع سے ہے اور پھر اس سے یکب لازم آیا کہ

ان کے نزدیک ہر مرسل حدیث حجت نہ ہو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ وہ حجاج کی اس حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے

ورنہ مراسیل کی صحت ان کا مذہب تھا چنانچہ خود حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں حسن بن علی سے روایت

کی ہے کہ میں نے ابن مبارک سے ایک حدیث بیان کی جس کی سند یہ تھی عن ابی بکر بن عیاش عن عاصم

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے کہا اس کی عاصم سے آگے سند نہیں فرمائی

لگے بھلا عاصم یوں ہی بیان کر سکتے ہیں ۱۷

مرسل سے احتجاج علامہ حافظ محمد بن ابراہیم وزیر نے تنقیح الانظار میں جو اصول حدیث پر ان کی بیش بہا کتاب

کے دلائل - ہر مرسل کے قابل قبول ہونے پر تین دلیل دی ہیں جو بدیہ ناظرین میں۔

(۱) اجماع صحابہ و تابعین۔ صحابہ میں عام طور پر حدیث مرسل کی روایت شائع و ذائع تھی وہ برابر

اس کو ملتے او اس پر عمل کرتے رہے۔ ان میں سے کسی نے اس کے ماننے سے انکار نہیں کیا۔ حضرت برابر ابن عباس

۱۷ معرفۃ علوم الحدیث ص ۲۷ طبع مصر۔

صحابہ کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں وہ سب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نہیں سنا لیکن ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔ تابعین کا اجماع ابن جریر کے بیان سابق میں گزر چکا۔

(۲) خبر واحد کے واجب العمل ہونے کے متعلق جتنے دلائل ہیں ان میں مند اور مرسل کی کوئی تفریق نہیں

(۳) ثقہ جب جزم اور یقین کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اور یہ جانتے ہوئے کہ اس کا راوی مجروح العدالة ہے تو اس نے خیانت کی جو کسی ثقہ سے نہیں ہو سکتی

اسی بنا پر محدثین بخاری کی ان تمام تعلیقات کو قبول کرتے ہیں جبکہ انھوں نے جزم کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔
مرسل کی چار قسمیں | ائمہ اصول نے مرسل کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔

(۱) مراسیل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(۲) مراسیل قرن ثانی و ثالث یعنی امام تابعی تابعی کا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا۔ عام طور پر محدثین کے نزدیک اسی دوسری قسم پر مرسل کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۳) ہر عہد کے ثقہ راوی کی مرسل۔ اس کو محدثین کی اصطلاح میں مفصل کہتے ہیں۔

(۴) وہ حدیث جو ایک طریقہ سے مرسل مروی ہے اور دوسرے سے مسند۔

پہلی قسم بالاتفاق مقبول ہے اور اس بارے میں کسی مخالف کا اعتبار نہیں۔ دوسری قسم تمام ائمہ سلف کے نزدیک مقبول اور واجب العمل تھی۔ سب سے پہلے امام شافعیؒ نے اس کو صحیح تسلیم کرنے سے

انکار کیا۔ اور اس کے قبول کرنے کیلئے کچھ نئی شرطیں لگائیں۔ بعد میں محدثین کی ایک جماعت نے اس بارے میں ان سے اتفاق رائے کیا اور بعض نے سرے سے ان کو ناقابل قبول قرار دیا۔

مرسل تابعین کے لئے عقلی دلیل | حافظ ابن حجر نے شرح نخبة میں لکھا ہے کہ

”جہالت راوی کے سبب مرسل قسم مردود میں داخل ہے کیونکہ جب تابعی نے راوی کا نام نہیں بیان

۱۲۰ھ و ۱۲۱ھ۔ ۱۲۲ھ اصول ہندی ص ۳۴۔

کیا تو ممکن ہے کہ وہ راوی صحابی ہوا اور ممکن ہے کہ تابعی، اخیر صورت میں وہ ضعیف بھی ہو سکتا ہے اور ثقہ بھی۔ ثقہ ہونے کی شکل میں پھر وہ پہلا احتمال باقی ہے جس کا سلسلہ عقلاً تو غیر متناہی ہے تاہم نتیجہ اور تلاش سے پتہ چلا ہے کہ یہ سلسلہ زیادہ سے زیادہ چھ یا سات اشخاص پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے زیادہ تابعین کی روایات میں پایا نہیں گیا۔ ۱۷

۱۷ ذیل کا ابطال | یہ ہے وہ دلیل جس کو حافظ صاحب موصوف نے بڑے زور کے ساتھ پیش کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ احتمالات صحابہ کی مراسیل میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس اصول پر تو حدیث و سنت کا بیشتر حصہ ناقابل عمل ہو کر رہ جائیگا کیونکہ جب تک صحابی کا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں سماع مذکور نہ ہوگا روایت قابل قبول نہیں ہوگی۔

صحابہ کی ایک جماعت کثیر نے تابعین سے احادیث روایت کی ہیں۔ محدثین نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ حافظ خطیب بغدادی نے اس موضوع پر جو کتاب تصنیف کی ہے اس کا نام ہے ”روایۃ الصحابة والتابعین“ حافظ زین الدین عراقی کو جب یہ معلوم ہوا کہ بعض علماء اس کو نہیں مانتے کہ کسی صحابی نے کسی تابعی سے کوئی روایت بیان کی ہے تو انھوں نے میں حدیث التقدیر والایضاح میں ایسی بیان کیں جن کو صحابہ نے تابعین سے روایت کیا ہے۔ ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں سہل بن سعد، سائب بن زبید، جابر بن عبد اللہ، عمرو بن حارث، مصطلق، یعلیٰ بن امیہ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، سلیمان بن صرد، ابو ہریرہ، انس، ابو امامہ، ابو الطفیل ۱۸

اب سوال یہ ہے کہ وہ عقلی احتمال جہالت راوی کا جو حافظ صاحب نے تابعین کی احادیث میں بیان کیا تھا وہ یہاں بھی موجود ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہ تابعین کی مراسیل میں وسائل زیادہ ہونگے اور یہاں کم۔ مگر یہ احتمال بالکل مرتفع نہیں ہو سکتا۔

۱۸ شرح خبجہ ص ۱۱۱ طبع مصر۔ ۱۹ التقدیر والایضاح از ص ۵۹ تا ص ۶۱۔

غور کیجئے جب ان ائمہ تابعین کی روایات میں جن پر روایت و فتویٰ کا درود مدار تھا جو جرح و نقد کے امام تھے جن کی ساری عمر احادیثِ نبویہ کی تحقیق و تلاش میں بسر ہوئی، جو فیضانِ نبوت سے بیکے اسطہ مستنیر ہوئے جنہوں نے صحابہ کی آنکھیں دیکھیں اور مدتوں شرفِ ملازمت سے بہرہ اندوز رہے جن کو صریحاً فی الحدیث کہا گیا جن کے متعلق ائمہ حفاظ نے تصریح کی ہے کہ جب وہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو ہمیں اس کی اصل مل جاتی ہے۔ جن سے جب اسناد کا مطالبہ ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ جب ہم سند بیان کرتے ہیں تو ہمارے پاس صرف وہی اسناد ہوتی ہے لیکن جب ہم بغیر سند ذکر کئے روایت بیان کرتے ہیں تو ہم اس کو ایک جماعتِ کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ امام ترمذی کتاب العلیل میں رقمطراز ہیں۔

عن سلیمان الأعمش قال قلت لسلیمان أعمش کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا
لابراہیم الفخفی سندی عن عبد اللہ کہ عبداللہ بن مسعود کی روایت کی مجھ سے سند بیان کرو، تو
بن مسعود قال لبراہیم اذ ابراہیم نے کہا کہ جب عبداللہ کی حدیث کی سند میں تم سے
حدیثکم عن عبد اللہ فہو الذی بیان کرتا ہوں تو وہی میرا سماع ہوتا ہے لیکن جب قال
سمعت واذا قلت قال عبد اللہ عبداللہ کہتا ہوں تو وہ عبداللہ سے بہت سے رواۃ
فہو عن غیر احد عن عبد اللہ ۲۳۹ کے ذریعہ مروی ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت حسن بصری سے کسی نے کہا کہ جب آپ ہم سے حدیث بیان کرتے ہیں تو قال

۱۵ "ہے" حدیث میں صرف یہ امام اعمش نے حضرت ابراہیم نخعی کے متعلق کہا ہے دیکھو تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵
۱۶ امام ترمذی کتاب العلیل میں فرماتے ہیں۔

حد ثنا عبد اللہ بن سوار الغیری قال سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول ما قال الحسن فی حدیثہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وجدناک اصالا الا حدیثا
یحییٰ بن سعید القطان یقول ما قال الحسن فی حدیثہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وجدناک اصالا الا حدیثا
ایک یا دودھ شہر کے حسن نے جب بھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا تو ہم کو اس کی اصل مل گئی۔
اوحدیثین۔ ۲۳۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کرتے ہیں اگر اس کی سند بھی بیان فرمادیا کریں تو کیا اچھا ہو۔ جواب دیا اے شخص نہ ہم نے جھوٹ بولا نہ بولیں گے۔ خراساں کی جنگ میں ہمارے ساتھ تین موصیہ تھے کس کس کے نام بتائیں) ۱۷

غرض جب امام ابراہیم نخعی اور حضرت حسن بصری جیسے جلیل المرتبت تابعین کی مراسیل میں جہاں راوی کی احتمال آفرینی چل سکتی ہے تو آخر صحابہ کی مراسیل میں کیوں نہیں چل سکتی خصوصاً ان صحابہ کی روایات میں جن کے متعلق بالیقین معلوم ہے کہ وہ تابعین سے روایت کرتے تھے۔

جو شخص ثقہ اور غیر ثقہ دونوں ارسال کریں | پھر ائمہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ جو شخص ثقات اور غیر ثقات اس کی مرسل بالاتفاق مقبول نہیں | دونوں سے ارسال کرے اس کی روایات بالاتفاق مقبول نہیں۔ خود حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

ونقل ابو بکر الرازی من الحنفیۃ والابی حنفیہ میں سے ابو بکر رازی اور مالکیہ میں سے ابو الولید الولید الباسی من الممالکیۃ ان الراوی باجی نے تصریح کی ہے کہ راوی جب ثقات اور اذا کان یرسل عن الثقات وغیرہم غیر ثقات دونوں سے ارسال کرے تو اس کی لا یتقبل مرسلہ اتفاقاً ۱۸

غور فرمائے جب یہ بالاتفاق مسلم ہے کہ اس شخص کی مراسیل جو ضعفاء سے ارسال کرے قابل قبول نہیں تو پھر حافظ صاحب کے اس احتمال کی گنجائش ہی کہاں ہے۔

تعلیقات بخاری | پھر یہ بھی خیال رہے کہ محدثین ایک طرف بخاری کی ان تعلیقات تک جن کو وہ باخترم اور مراسیل تابعین بیان کریں جن میں راوی اور مروی عینک ایک جگہ نہیں متعدد جگہوں پر بقول ابن مبارک مفاۃۃ تنقطع فیہا اعتناق الا بل موجود ہو تا ہے صحیح سمجھتے ہیں اور دوسری طرف کبار ائمہ

۱۷ تدریب الراوی ص ۶۶۔ ۱۸ شرح منجۃ القاری ص ۱۱ طبع مم۔

تابعین کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے پر بھی اعتبار نہیں جن کی فضیلت پر آیت وَالَّذِينَ
اتَّبَعُوهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ شامد ہے۔ کہ امام ابراہیم رحمہ اللہ، امام حسن بصری، کا جزم امام بخاری کے جزم سے
بھی نیچے درجہ کا ہے کیا ان ائمہ کی مراسیل صحت میں تعلیقات بخاری سے بھی کم ہیں؟۔

مرسل کے بارے میں یہی وجہ ہے کہ امام ابو داؤد سجستانی صاحب السنن نے اپنی مشہور تصنیف رسالہ الی
امام ابو داؤد کا فیصلہ اہل مکہ میں عام محدثین کے خلاف صاف طور پر فیصلہ صادر فرمادیا۔

فاذا لم یکن مسند غیر اہل اسیل ولم یوجد جب مراسیل ہی ہوں اور مسند نہ ہو تو مرسل
المسند فالمرسل یحتج بہ ۱۷ سے احتجاج کیا جائیگا۔

مرسل کی تیسری قسم یعنی زمانہ تابعین و تبع تابعین کے بعد کے فقہاء یا محدثین کا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جسے محدثین کی اصطلاح میں معلق یا مفصل کہتے ہیں۔ اس کے متعلق حافظ ابن حجر
ابن صلاح سے ناقل ہیں۔

ان وقع الحذف فی کتاب انما حذف اسناد ایسی کتاب میں واقع ہوا جس میں صحت کا
الانتم صحیحہ کا بخاری فاقتی التزام ہے جیسے بخاری تو جو روایات انھوں نے اس
فیہما لجرم دل علی نہ ثبت اسنادہ میں بصیغہ جزم بیان کی ہیں وہ اس بات کو بتلاتی ہیں
عندہ وانما حذف لغرض من کہ اس کی اسناد مصنف کے نزدیک ثابت ہے اور
الاغراض۔ ۱۷ اسے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا ہے۔

ائمہ خفییہ میں سے امام عیسیٰ بن ابان نے اس تیسری قسم کے متعلق تصریح کی ہے کہ صرف ان ائمہ
نقل و روایت ہی کے مراسیل قبول کئے جائیں گے جو علم و روایت میں مشہور ہوں گے جن سے علم کے حاصل
کرنے کا لوگوں میں شہرہ ہوگا۔ ۱۷

۱۷ مقدمہ من ابی داؤد۔ ۱۷ شرح مختصر الفکر مشا و مٹا۔ ۱۷ کشف الاسرار مٹ ج ۲

اس عہد میں بے سند علامہ عبدالعزیز بخاری نے کشف الاسرار شرح اصول بزودی میں جو اصول فقہ کی بی نظیر حدیث بیان کرنا حکم کتاب ہے تصریح کی ہے کہ

”ہمارے زمانے میں جب کوئی شخص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے تو اگر وہ روایت احادیث میں معروف ہوگی تو قبول کی جائیگی ورنہ نہیں یہ سلسلے نہیں کہ وہ مرسل ہے بلکہ اس سبب کہ اب احادیث مضبوط اور دون ہو گئی ہیں لہذا ہمارے زمانہ میں جس حدیث کی معرفت و علما حدیث انکار کریں وہ کذب و ہاں اگر یہ زمانہ وہ ہوتا جسے بن کی تدوین نہیں ہوئی تھی تو قبول کیا جاسکتی تھی“۔
چوتھی قسم کے متعلق مفصل بحث حاکم کی تیسری قسم کے بیان میں آگے آتی ہے۔

پرستاران اسناد کی خدمت میں اتنا عرض کرنا اور ضروری ہے کہ ہماری بحث اس ارسال سے متعلق ہو جس کی جب سند بیان کی جائے قابل قبول ہو نیز ایسے شخص کے ارسال سے ہے جس کے متعلق کذب و دروغ بیانی کا گمان تک نہیں کیا جاسکا ایسا شخص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اسی وقت زبان سے نکال سکتا ہے جبکہ اس نے سنی کی چھان بین کر لی ہو اور حدیث کی صحت کا یقین حاصل کر چکا ہو ورنہ ظاہر ہے جو شخص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے میں احتیاط نہیں کرتا وہ حدیثی فلاں کہنے میں کیا خفا احتیاط کر گیا ایسے شخص کی مسند تو بدرجہ اولیٰ ناقابل قبول ہوگی۔ غور فرمائیے جو شخص رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے متعلق دروغ بیانی میں پاک نہیں کرتا اسے اپنے شیوخ و اسانذہ کے متعلق اس قسم کی کیوں جرات نہیں ہو سکتی منکرین مراسل کا بھی عجیب حال ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بیان کیا جائے تو ناقابل قبول اور جب غیر کے متعلق بیان کیا گیا تو واجب التسلیم ایک ہی راوی کی مسند تو صحیح مکرمل ناقابل احتجاج عہد العمری فی القیاس بدیع امام فخر الاسلام نے سچ فرمایا ہے۔

لہ کشف الاسرار ج ۳ ص ۷

فخر اصحاب ظاہر الحدیث اربابِ ظواہر نے دونوں روایتوں میں سے جو زیادہ
فردِ اوقیٰ اکامرین لہ قوی تھی اس کو ہی چھوڑ دیا۔

انکارِ مرسل کے اصول پر سنت کا امام ابو داؤد سجستانی اور امام ابن جریر طبری کا بیان سابق میں آپ کی نظر سے گزر چکا
ایک حصہ معطل ہو کر رہ جائے جس سے واضح ہے کہ مراسیل کی قبولیت سے انکارِ سلف کے تعامل و توارش کے

بالکل بخلات ہے اور نہ صرف اتنا بلکہ بقول امام بزوری

وفی تعطیل کثیر من السنن لہ اس طرح پر بہت ہی سنن معطل ہو کر رہ جاتی ہیں۔

حافظ دارقطنی اور بیہقی نے مذہبِ محدثین و شافعیہ کی نصرت میں جو خدمات انجام دی ہیں بیان سے
باہر ہیں۔ امامِ احمرین کا قول ہے کہ کوئی شافعی ایسا نہیں جس کی گردن پر امام شافعی کا احسان نہ ہو بجز بیہقی کے
کہ انہوں نے جس طرح امام شافعی کے اقوال اور ان کے مذہب کی تائید میں خدمات انجام دی ہیں اس سے خود
امام شافعی پر ان کا احسان ہے؟ لہ

ان دونوں بزرگوں کی یہ کیفیت ہے کہ سند پر سند اور روایت پر روایت ذکر کرتے چلے جاتے ہیں جس
کی تضعیف کی ان کے پاس بجز اس کے کوئی اور صورت نہیں ہوتی کہ اس کو یا مرسل کہیں یا موقوف۔
زمانہ کی نیرنگیاں بھی دیکھنے کے قابل ہیں۔ منکرینِ مراسیل کو اصحابِ محدث کہاجائے اور جو حدیث
مرسل تک واجب العمل قرار دیں ان کو اہل الرائے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں جو چلے ہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

صحیح تھقف ذہن کی دوسری قسم | فرماتے ہیں۔

”حدیث صحیح کی دوسری قسم جس کی صحت میں اختلاف ہے لیکن کی وہ روایات ہیں جن کی روایت میں وہ اپنا
سماع بیان نہیں کرتے ایسی سب روایات ان ائمہ اہلِ بدیعہ کے نزدیک جن کا سابق میں ہم ذکر کر چکے ہیں صحیح ہیں۔“

لہ و لہ اصول بزوری ج ۲۔ ۳ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للعلی ص ۳ طبع مصر۔

تدلیس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً سفیان بن عیینہ جواسہ اہل مکہ میں شمار کئے جلتے ہیں یوں روایت کریں۔
قال الزہری حدثنی سعید بن المسیب زہری نے کہا کہ سعید بن المسیب نے مجھ سے بیان کیا۔
یا اس طرح کہیں

قال عمرو بن دینار سمعت جابرا۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے جابر سے سنا۔
سفیان بن عیینہ کا سلسل زہری اور عمرو بن دینار دونوں سے مشہور ہے لیکن اس جگہ مذکور نہیں اور
ان کے متعلق یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جب کسی روایت میں ان کا سماع فوت ہو جاتا ہے تو وہ
تدلیس سے کام لیتے ہیں۔ علی بن خشرم کا بیان ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کی مجلس درس میں حاضر تھا
انہوں نے قال الزہری کہہ کر حدیث شروع کی۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ کیا آپ کے سامنے زہری نے
حدیث بیان کی تھی تو وہ خاموش ہو رہے اور پھر قال الزہری کہہ کر آگے چلنے لگے پھر ان سے سوال
کیا گیا کہ کیا آپ نے زہری سے یہ روایت سنی ہے کہنے لگے نہ تو یہ روایت خود میں نے زہری سے سنی
اور نہ کسی اس شخص سے جس نے اس کو زہری سے بلا واسطہ سنا ہو مجھے تو عبد الرزاق نے عمر کے
حوالے سے زہری سے یہ روایت بیان کی ہے۔

اسی طرح قتادہ بن دعامہ جواہل بصرہ کے امام ہیں۔ انس اور حسن سے تدلیس میں مشہور ہیں۔ شبہ کہتے ہیں
میں قتادہ کے منہ کو دیکھتا رہتا جیسے ہی حدیث کا لفظ انکی زبان سے نکلتا فوراً لکھ لیتا رہتا ہوں۔

اہل کوفہ میں سے بعض نے تدلیس کی ہے بعض نے نہیں تاہم اکثر اس میں مبتلا تھے جن میں حاد بن
ابی سلیمان اور اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ داخل ہیں البتہ طبقہ ثانیہ کے لوگ جیسے ابواسامہ حاد بن سالم
اور ابومعادیہ محمد بن خازم ضرر وغیرہ تو ان میں سے اکثر نے تدلیس نہیں کی۔

ابوعبیدہ بن ابی سفیان کا بیان ہے کہ ہم ابوسلمہ کے پاس موجود تھے ان کی زبان سے قال
یحییٰ بن سعید نکلا ایک شخص نے ان سے کہا حدیث بیان کیجئے فرمانے لگے کیا تمہارا یہ خیال ہے

کہ میں تنہا ہے ساتھ تدلیس سے کام لیتا ہوں خدا کی قسم اگر اس مجلس درس سے مجھے معاف رکھا جائے تو وہ مجھے ایک لاکھ حدیث سے زیادہ محبوب ہے پھر یہ ستر پڑھ دی حدیثی بھی بن سعید بن قیس الانصاری عن سعید بن المسیب بن حزن القرظی۔

مدلسین کے واقعات بہت ہیں ائمہ نے ان کی وہ روایات جن میں انھوں نے تدلیس سے کام لیا مضبوط کی ہیں اور احادیث میں جہاں انھوں نے تدلیس نہیں کی ظاہر ہے؛

حاکم نے حاد بن ابی سلیمان کو تو مدلس کہا مگر ابواسامہ اور ابو معاویہ ضرر سے تدلیس کی نفی کی ہے حالانکہ ایسا نہیں بلاشبہ حاد کے متعلق امام شافعی کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے اپنے مشہور استاد ابراہیم نخعی سے ایک روایت کے بیان کو تے وقت عن ابراہیم کہا جس کو انھوں نے ابراہیم سے براہ راست نہیں سنا تھا بلکہ غیرہ کے توسط سے وہ اسے ابراہیم سے روایت کرتے تھے لیکن ابواسامہ اور ابو معاویہ دونوں کے متعلق ائمہ فن کی تصریح موجود ہے کہ وہ مدلس تھے ابواسامہ کے متعلق ابن سعد کے الفاظ ہیں۔

کازکثیر الحدیث ویدلس بین تدلیسہ وہ کثیر الحدیث تھو اور مدلس، اپنی تدلیس کو بیان کر دیتے تھے اسی طرح معیطی نے بھی ان کو کثیر التدلیس کہا ہے اور تصریح کی ہے کہ بعد میں انھوں نے یہ عادت چھوڑ دی تھی، ابو معاویہ کے متعلق یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے (عادلؒ) (اکثر تدلیس سے کام لیتے ہیں) ابن سعد اور دارقطنی نے بھی ان کے مدلس ہونے کی صراحت کی ہے۔ لکھ

حاکم نے جس تدلیس کا ذکر کیا ہے اسے اصطلاح محمد بن میں تدلیس اسناد کہتے ہیں۔ محدث خطیب بغدادی نے لکھا ہے اس کے بارے میں چار اقوال نقل کئے ہیں۔

(۱) فقہاء اور محدثین کے ایک گروہ کے نزدیک ایسے مدلس کی روایات سرے سے مقبول نہیں۔

۱۔ تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دائرة المعارف و طبقات المدلسین ۵ طبع مصر۔
۲۔ میزان الاعتدال للذہبی ۱ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔
۳۔ میزان الاعتدال ۲ ج ۱ طبع دار الفکر بیروت۔
۴۔ ابن سعد قول تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔
۵۔ ابن سعد قول تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔
۶۔ ابن سعد قول تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔
۷۔ ابن سعد قول تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔
۸۔ ابن سعد قول تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔
۹۔ ابن سعد قول تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔
۱۰۔ ابن سعد قول تہذیب التہذیب ۳ ج ۲ طبع دار الفکر بیروت۔

(۲) اکثر اہل علم کے نزدیک اس قسم کی روایات مطلقاً قابل قبول ہیں۔

(۳) بعض علماء کے نزدیک جب مدلس نے اس سے تدلیس کی جس سے ناجہی نہیں اور طاقات بھی نہیں ہوئی تو اگر یہ تدلیس اس کی روایات پر غالب ہے تو قابل قبول نہیں لیکن اگر قاف اور سماع تو اس سے حاصل تھا مگر وہ روایات اس سے نہیں بنی تھیں جس میں تدلیس سے کام لیا تو وہ روایات مقبول ہونگی بشرطیکہ جس کردہ روایت کی جائے وہ ثقہ ہو۔

(۴) اگر روایت میں سماع کے الفاظ موجود ہیں تو مقبول ہے ورنہ مردود۔ خلیب اس قول کو بیان کر کے کہتے ہیں۔

وهذا هو الصحيح عندنا له

حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں۔

والی هذا ذهب الكثر من ومن ثم اه عن

جھورائے الحدیث والفقہ الاصول شیخنا

ابو سعید العلانی فی کتاب المراسیل وهو قول

الشافعی علی بن المدینی یحیی بن معین غیر ہم

علی بن مدینی یحیی بن معین وغیرہ کا یہی قول ہے

صحیحین میں تدلیس کی روایت | صحیحین میں اس قسم کی روایات بکثرت موجود ہیں۔ شیخ ابن صلاح مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

وفي الصحيحين وغيرهما من الكتب المتقدمة

من حديث هذا الضرب كثير جدا لقادة واعلم

وهشام بن بشير وغيرهم لان التدليس ليس كذباً

وانما هو ضرب من الاحكام بلفظ محتمل

محمل الفاظ میں ایک قسم کا ابہام ہے۔

باقی آئندہ

کفایہ ۳۶۱ - ۳۶۲ تنقیح الانظار قلمی ۳۶۳ - ۳۶۴ مقدمہ ابن صلاح ۳۶۵ طبع حلب۔